انیسویں صدی کی ادبی صحافت

عبدالحیٔ
Abdul Hayye

Abstract:

Communication is the basic necessity of humans. Journalism has played valuable role in educational,literary, social, religious, political, industrial and cultural grounds. Urdu magazine has strived to stream line the Urdu language with the needs of age, betterment of society and to mobilize the educational movements. Undoubtedly, no one can deny the role of journalism in the social development.

اس زمین پر بنی نوع انساں کے آغاز سے ہی ترسیل وابلاغ کے نقوش ملنے شروع ہوجاتے ہیں۔ترسیل وابلاغ انسان کی بنیادی ضرورتوں میں سے ایک ہے۔وقت اور حالات کے ساتھ ساتھ اس میں ترقی ہوتی گئی اور یہ کئی حصوں میں تقسیم ہوتا چلا گیا۔صحافت ترسیل وابلاغ کا ایک اہم جز ہے۔انسانی تاریخ گواہ ہے کہ صحافت نے تعلیمی، مذہبی، ادبی، اصلاحی، سماجی، سیاسی، معاشرتی، صنعتی، تہذیبی اور ثقافتی سطح پر گرانقدر خدمات انجام دی ہیں۔اردو صحافت نے بھی ہندوستان کی تعمیر وترقی اور ہندوستان کی آزادی میں اہم رول ادا کیا ہے۔اردو صحافت نے آغاز سے ہی رائے عامہ کو ہموار کرنے، عوام کو ایک نئی سوچ دینے اور ملک کی سیاست کا رخ متعیّن کرنے کی کوشش کی ہے۔اس میں اخباری صحافت کے ساتھ ساتھ اردو رسائل کا بھی اہم رول رہا ہے۔اردو زبان وادب کی ترقی کے ساتھ ساتھ ادبی تحریکات کو جلا بخشنے میں اردو مجلّات کی خدمات سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے۔علی گڑھ تحریک، رومانی تحریک، ترقی پسند تحریک اور جدیدیت کی تحریکوں کو کامیاب بنانے اور ان تحریکوں کی ایک سمت متعیّن کرنے میں اردو کے رسائل پیش پیش رہے ہیں۔

ہندوستان کی پہلی جنگ آزادی سے لے کر ہندوستان کی آزادی تک ملک کے مختلف حصوں سے سینکڑوں کی تعداد میں رسائل جاری ہوئے جن میں خالص ادبی رسالوں کی تعداد زیادہ تھی۔لیکن ان کے ساتھ ساتھ ایسے رسالے بھی شائع کئے گئے جن میں علمی، سیاسی، معاشی، تہذیبی، تاریخی، صنعتی، طبی،

252، پیریار ہاسٹل، جے این یو، نئی دہلی

تفریحی، سائنسی، تجارتی اور زراعتی معاملات و مسائل پر بھی خصوصی توجہ دی گئی اور ان موضوعات پر اعلیٰ درجے کے مضامین شائع ہوئے۔ان کے علاوہ کچھ رسائل ایسے تھے جن میں خبروں کے ساتھ ساتھ حالاتِ حاضرہ کوموضوع بنایا گیا۔کچھ مجلّات کوخصوصاً اصلاحی اور دعوتی سرگرمیوں کے لئے استعمال کیا گیا۔

صحافت کا پیشہ آج بھلے ہی تعریف وتحسین کا ذریعہ اور ایک منافع بخش کاروبار کی شکل اختیار کر گیا ہو لیکن اپنے شروعاتی دور اور بیسویں صدی کے ابتدائی برسوں میں پوری طرح گھاٹے کا سودا رہا ہے۔صحافیوں کو ہمیشہ عوام کے ایک طبقے کی تنقید کا نشانہ بننا پڑا ہے۔ان سب کے باوجود اردو کے جیالے ادیبوں وقلمکاروں نے اردو زبان وادب اور صحافت کو نیا افق مہیا کرانے اور اردو جاننے والوں کی اصلاح وان کی تعلیم کے مقصد کو سامنے رکھ کر نئے اخبارات ورسائل کی شروعات کرکے ایک عظیم کارنامہ انجام دیا ہے۔

اردو رسائل نے اردو زبان کو عصری تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے، سماجی اصلاح کرنے، علمی تحریکوں کو رفتار عطا کرنے اور عوام میں علمی وادبی ذوق پیدا کرنے کی سعی کی۔رسائل کی بدولت لوگوں میں تعلیم کے تئیں دلچسپی بڑھی۔علمی بحث ومباحثے کا ایک دور شروع ہوا۔ادبی سرگرمیوں میں اضافہ ہوا۔جدید رجحانات نے عوام میں جگہ بنانی شروع کی۔

ہندوستان کی آزادی سے قبل ہی ملک کی صورتحال خراب ہونے لگی تھی۔انگریزی سامراج نے اپنا تخت بچانے کے لئے عوام میں نفرت کا بیج بو دیا تھا اور جس کے نتیجے میں ملک میں فسادات اور نظریاتی کشمکش کا دور شروع ہو گیا تھا۔آزادی کے ساتھ ساتھ ملک کی تقسیم بھی ایک بہت بڑا سانحہ تھی۔اس نے جہاں اردو صحافت کو ایک بڑا دھچکا پہنچایا وہیں ادیبوں کو لکھنے کے لئے ایک بڑا موضوع بھی مل گیا۔ آزادی سے قبل اور اس کے بعد مغربی ادب کی تقلید اور مغربی آدرشوں کو اپنانے میں بھی اردو کے ادیب پیش پیش رہے۔ادب میں عقلیت پسندی، فلسفے اور سائنسی رجحان کا دور شروع ہوا اور بہت ساری نئی اصناف مثلاً رپورتاژ، آزاد نظم، سانیٹ، انشائیہ، ناولٹ وغیرہ ادب میں باضابطہ طور سے شامل کر لی گئیں۔مغربی ادب کی پیروی نے جہاں نئی اصناف کے لئے در وا کئے وہیں نئی ادبی تحریکات و نئے موضوعات بھی ادب کا حصہ بننے لگے۔ادب کی ان نئی تحریکوں کو پروان چڑھانے کے لئے ایسے مجلّات کی ضرورت تھی جو اس نئے ادبی منظرنامے کو قبول کر سکیں اور عوام کی رائے کو ایک نیا رخ دے سکیں۔بیسویں صدی کے نصف اول میں ان تحریکوں اور رجحانات کو ایک نئی سمت دینے کے لئے ہی بڑی تعداد میں نئے رسائل جاری ہوئے جن میں زبان، مخزن، عصمت، ادیب، ساقی، کلیم، اردو، چمنستان، زمانہ، شاعر، سب رس، آج کل کا نام لیا جا سکتا ہے۔ان رسائل میں اردو ادب کی تمام اصناف کا احاطہ کیا گیا اور سرکردہ ادیبوں وشاعروں کی اعلیٰ پائے کی تحریریں شائع کی گئیں جنہوں نے ہندوستان میں زبان وادب کی تعمیر وترقی کے ساتھ ساتھ ایک نیا شعور عطا کیا اور جن کی اہمیت سے آج بھی انکار نہیں کیا جا سکتا۔

اردو صحافت کی تاریخ کے مطالعے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اخبارات و رسائل نے اپنی خبروں، مضامین اور اداریوں سے صحافت کو ایک نئی سمت دی اور اردو صحافت بھی دوسری زبانوں کی صحافت کی طرح کامیابی کی راہ پر گامزن ہوئی۔ جس طرح اخبارات نے اردو صحافت کو شہرت دوام دلوانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ اُسی طرح رسائل نے اردو صحافت کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا اور صحافت کے فنی اصولوں کی پاسداری کرتے ہوئے اردو صحافت کی اہم خصوصیات کو اجاگر کیا اور لوگ بڑی تعداد میں اردو زبان اور ادب سے واقف ہوئے۔ اخبارات کا بنیادی کام حالات حاضرہ سے لوگوں کو واقف کرانا ہوتا ہے۔ روزمرّہ کی خبریں پہنچانا ہوتا ہے۔ اس جہاں کے طول وعرض میں ہونے والی اُتھل پُتھل کو عوام الناس تک پہنچانا ہوتا ہے۔ اخبارات کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ ان میں خبریں ہوتی ہیں اداریے ہوتے ہیں، کچھ کالم ہوتے ہیں، تجزیے یا دوسری دلچسپی کی چیزیں بہت کم ہوتی ہیں۔ جبکہ مجلّات یا رسائل میں تجزیاتی مضامین یا زندگی سے جڑے دوسرے مضامین شائع ہوتے ہیں۔

رسائل و جرائد مختلف قسم کے ہوتے ہیں۔ انہیں موضوعات کے مطابق تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً خبری رسالے، ادبی رسالے، کاروباری رسالے، سائنسی رسالے، سیاسی رسالے، ڈائجسٹ، باالتصویر رسالے، خواتین کے رسالے، بچوں کے رسالے، کیریئر سے متعلّق جرائد، اصلاحی رسالے یا مذہبی رسالے۔ رسائل کی ان اقسام سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ رسائل مختلف موضوعات سے متعلق ہوتے ہیں اور ان میں تفریح طبع کا سامان ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ رسائل عوام کو خبروں اور حالات سے آگاہ کرنے کا فریضہ بھی انجام دیتے ہیں لیکن خبروں کے ساتھ ساتھ ان کی توجیہہ، ان کی تفصیلات اور اس موضوع کے تمام نکات پر روشنی ڈالی جاتی ہے اور تفصیلی طور پر اُس موضوع کا مکمل احاطہ کیا جاتا ہے۔ مجلاتی صحافت یا رسائل کی صحافت پر محترمہ روشن آرا راؤ کی اس بات سے صد فی صد اتفاق کیا جا سکتا ہے۔ وہ اپنی کتاب مجلاتی صحافت کے اداراتی مسائل میں لکھتی ہیں:

> ''مجلّاتی صحافت حالات و واقعات اور نظریات کی بنیاد پر زندگی کے مختلف پہلو پیش کرتی ہے۔ سوچ کے خوبصورت دھاروں کو خوبصورت لفظوں میں ڈھال کر مجلّات کی زینت بنا دیا جاتا ہے۔ وہ کبھی نثری شہ پاروں کا روپ دھار لیتے ہیں اور کبھی نظم کے پیرائے میں ڈھل کر ماضی، حال اور مستقبل کو سمیٹ لیتے ہیں۔ جریدہ قارئین کی تربیت کے فرائض بھی انجام دیتا ہے۔ واقعات کے پس منظر اور پیش منظر سے بھی آشنا کرتا ہے۔ تفریح فراہم کرنا بھی اس کے مقاصد میں شامل ہے۔ کیونکہ ہفت روزہ، پندرہ روزہ، یا ماہوار رسالوں کے پاس حالات و واقعات کا تجزیہ کرنے اور ان کے اثرات کو ضبطِ تحریر میں لانے کے لئے وقت بھی ہوتا ہے پیرایہ بیان بھی اور اسلوب بھی۔''(۱)

روشن آرا راؤ کی اس بات سے یہ صاف ہو جاتا ہے کہ مجلّات یا رسائل کو آرام و اطمینان کے ساتھ قارئین کی پسند کا خیال رکھتے ہوئے شائع کیا جاتا ہے۔

یوں تو اردو میں اخبارات کی شروعات ۱۸۲۲ء سے ہو گئی تھی لیکن ۱۸۵۷ء تک پہنچتے پہنچتے اس میں کافی تبدیلیاں بھی رونما ہوئیں اور اردو صحافت نے کئی کروٹیں بدلیں۔ شروعات سے لے کر تقریباً پندرہ برسوں تک اردو صحافت کا دائرہ ہفتے وار اخبارات پر ہی مرکوز رہا اور ایک لمبے عرصے کے بعد اردو میں مجلّات کی شروعات ہوئی۔ اردو میں سب سے پہلا رسالہ خیر خواہ ہند تھا، جو ۱۸۳۷ء میں شروع کیا گیا تھا۔ یہ رسالہ ٹائپ میں چھپتا تھا اور اس کے ایڈیٹر ایک عیسائی پادری آرسی ماتھر تھے۔ خیر خواہ ہند مرزا پور سے شائع ہوتا تھا لیکن کلکتہ کے بپٹسٹ مشن پریس سے چھپ کر آتا تھا۔ اسے پہلا رسالہ اس معنی میں بھی کہا جاتا ہے کہ اس میں خبریں نہیں بلکہ مضامین شائع ہوتے تھے۔ اس رسالے کو پادری صاحب نے مذہب کی تبلیغ کے لئے شروع کیا تھا اور زیادہ تر مذہبی عقائد پر مبنی مضامین شائع ہوتے تھے لیکن اردو کا رسالہ ہونے کی وجہ سے اردو زبان کو بھی خاطر خواہ فائدہ پہنچا۔

> ''خیر خواہ ہند کے اجراء سے عیسائیت کو کتنا نفع پہنچا یہ موضوع سے خارج ہے البتہ اس کے قیام سے نہ صرف اردو زبان کا ایک مطبع مرزا پور سے جاری ہوا بلکہ اردو زبان جو شعر و شاعری اور داستان کے آہنی پنجے میں مقیّد تھی اسلوب اور موضوعات کے اعتبار سے وسیع تر ہو گئی۔''(۲)

یہ رسالہ ۱۸۵۷ء میں بند ہو گیا اور دوبارہ ۱۸۶۱ء میں شروع ہوا تھا۔ قرآن السعدین (ہفتہ وار) دہلی سے ۱۸۴۵ء میں شروع کیا گیا۔ اس رسالے کو دلی کالج کے پرنسپل مسٹر اشپرانگر نے شروع کیا تھا۔ اس رسالے میں خبروں کے علاوہ، مضامین، نظمیں اور غزلیں و قصیدے وغیرہ بھی شائع ہوتے تھے۔ یہ رسالہ مطبع العلوم متعلّق بنارس، دہلی میں چھپتا تھا۔ فوائد الناظرین (پندرہ روزہ) کی شروعات ۱۸۴۵ء میں کی گئی تھی۔ اس کے مالک اور ایڈیٹر دلی کالج کے استاد ماسٹر رام چندر تھے۔ اس میں سائنسی اور تاریخی مضامین زیادہ شائع ہوتے تھے۔ اس رسالے میں غیر ملکی اخبارات سے ترجمہ شدہ مضامین بھی شائع ہوتے تھے۔ یہ اخبار ۱۸۵۳ء میں بند ہو گیا تھا لیکن کچھ مہینوں کے بعد دوبارہ جاری ہوا تھا۔ محبّ ہند کے ایڈیٹر بھی ماسٹر رام چندر تھے اور اسے یکم ستمبر ۱۸۴۷ء میں جاری کیا گیا تھا۔ یہ خالص ادبی رسالہ تھا اور ماہانہ شائع ہوتا تھا۔ محبّ ہند کا پہلے پہل نام خیر خواہ ہند رکھا گیا تھا اور سب سے پہلا شمارہ خیر خواہ ہند کے نام سے ہی شائع ہوا تھا لیکن ماسٹر رام چندر کو جب یہ خبر ملی کہ اس نام سے پہلے ہی ایک رسالہ شائع ہو رہا ہے تو انہوں نے نام بدل کر محبّ ہند رکھ دیا۔ ملاحظہ ہو:

> ''چونکہ ہم کو اس کی بالکل اطلاع نہ تھی کہ کوئی اخبار خیر خواہ ہند ہندوستان میں اجراء ہوتا ہے

ہم نے اپنے رسالے کا نام خیر خواہ ہند رکھا تھا۔اب ہم کو معلوم ہوا کہ اخبار مسمی خیر خواہ ہند مرزا پور سے جاری ہوتا ہے تو ہم کو مناسب نہیں کہ ہم اپنے رسالے کا نام بھی خیر خواہ ہند رکھیں۔اس واسطے ہم نے اس رسالے کا نام تبدیل کیا اور بجائے خیر خواہ ہند کے محبّ ہند رکھا۔''(۳)

کریم الاخبار و گل رعنا: مولوی کریم الدین نے ۱۸۴۵ء میں دہلی سے ایک ماہنامہ گل رعنا اور ایک ہفتے وار اخبار کریم الاخبار کے نام سے شروع کیا تھا۔اس رسالے گل رعنا کو مولوی کریم الدین نے اردو صحافت کا پہلا مجلّہ کہا تھا لیکن بعد میں تحقیق سے یہ ثابت ہو گیا کہ یہ پہلا مجلّہ نہیں تھا بلکہ خیر خواہ ہند سب سے پہلا مجلّہ تھا۔گل رعنا کو شاعری کا پہلا گلدستہ کہا جاتا ہے۔کیونکہ اس رسالے میں مشاعروں میں پڑھے گئے کلام کو شائع کیا جاتا تھا۔جیسا کہ محمد عتیق صدیقی لکھتے ہیں:

''یہ خیال تو صحیح نہیں ہے کہ گل رعنا اردو کا پہلا رسالہ تھا۔لیکن یہ ضرور ہے کہ گل رعنا اردو کا غالباً پہلا گلدستہ تھا۔جس کو مولوی کریم الدین نے ۱۸۴۵ء میں نہیں تو کچھ آگے چل کر جاری ضرور کیا۔''(۴)

مفید ہند: یہ پندرہ روزہ رسالہ تھا اور دہلی سے شائع ہوتا تھا۔اس کی شروعات ۱۵ /اپریل ۱۸۴۸ء کو ہوئی تھی۔اس کے ایڈیٹر منشی حسینی اور مہتمم پنڈت اجودھیا پرشاد تھے۔یہ رسالہ بہت جلد بند ہو گیا تھا۔

معیار الشعراء: یہ بھی ایک گلدستہ تھا۔جسے آگرہ سے نومبر ۱۸۴۸ء میں شروع کیا گیا تھا۔اسے مولوی ابوالحسن نے شروع کیا تھا۔اس گلدستے میں بھی مشاعروں میں پڑھی گئی غزلیں شائع کی جاتی تھیں۔۱۸۵۲ء کے بعد اسے منشی قمر الدین قمر اور گلاب خاں نکالتے رہے۔

ہمائے بے بہا: لاہور سے یہ پندرہ روزہ رسالہ یکم جنوری ۱۸۵۳ء میں شروع کیا گیا۔ہر ماہ کی پہلی اور پندرہ تاریخ کو شائع ہوتا تھا۔اس کے مالک منشی دیوان چند تھے۔اس کا مطبع چشمہ فیض تھا۔یہ رسالہ فوائد الناظرین اور محبّ ہند کی طرز پر تھا اور اس میں علمی، تاریخی اور سماجی مضامین شائع کئے جاتے تھے۔

معلّم العملہ: جنوری ۱۸۵۵ء سے اس ادبی اور تاریخی رسالے کی شروعات ہوئی۔یہ کافی ضخیم مجلّہ تھا۔اس کے مہتمم منشی سدا سُکھ لال اور مالک مطبع نور ابصار تھے۔اس مجلّے کا سالانہ چندہ پانچ روپے تھا۔اس رسالے کے خریداروں میں سرسید احمد خاں، کلیان رائے وغیرہ اہم لوگ شامل تھے۔

خورشید پنجاب: لاہور سے جنوری ۱۸۵۶ء میں یہ رسالہ شروع ہوا۔یہ ۵۰ صفحات پر مشتمل ہوتا تھا۔اس کے مالک ہرسکھ رائے تھے۔اس رسالے کی طباعت مطبع کوہ نور میں کی جاتی تھی۔اس

رسالے میں تاریخی، ادبی اور سائنسی اور مذہبی مضامین شائع ہوتے تھے۔

مفید خلائق: منشی شیو نارائن نے ۲۳ دسمبر ۱۸۵۶ء سے رسالہ مفید خلائق شروع کیا تھا۔ یہ ہفتے وار تھا اور چار اوراق پر مشتمل ہوتا تھا۔ یہ رسالہ ۱۸۵۹ء تک نکلتا رہا۔

کچھ اہم رسائل

اس دور کے کچھ اہم رسائلوں میں معدن القرنین آگرہ سے ۱۸۵۶ء میں جاری ہوا۔ یہ ایک قانونی پرچہ تھا اور اس میں عدالتوں کے حالات شائع کئے جاتے تھے۔ اس رسالے کے مالک سید حسین علوی تھے۔ رسالہ نور علیٰ نور سیالکوٹ سے ۳۰ جنوری ۱۸۵۶ء کو جاری ہوا۔ یہ ہر ماہ کی تیس تاریخ کو شائع ہوتا تھا۔ اس کے مہتمم اور ایڈیٹر منشی دیوان چند تھے۔ سیالکوٹ سے ہی چشمہ خورشید کے نام سے ایک پندرہ روزہ رسالہ ۱۸۵۷ء میں شروع کیا گیا۔ یہ آٹھ صفحات پر شائع ہوتا تھا۔ اس کے مہتمم بھی دیوان چند ہی تھے۔

جولائی ۱۸۵۹ء میں ''تاریخ بغاوت ہند'' کی آگرہ سے شروعات ہوئی۔ اس ماہانہ رسالے کے ایڈیٹر سرجن مکند لال تھے۔ یہ رسالہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے حالات و واقعات شائع کرتا تھا۔ ۱۸۶۵ء میں لاہور سے رسالہ انجمن پنجاب کی شروعات کی گئی۔ اس رسالے کے بارے میں امداد صابری لکھتے ہیں:

> ''۱۸۶۵ء میں رسالہ انجمن پنجاب جاری ہوا۔ اس رسالے میں علم و ادب، سائنس، تاریخ، جغرافیہ، معاشیات، اور اردو ادب پر مضامین شائع کئے جاتے تھے۔ اس میں انجمن کے اجلاسوں اور مشاعروں کی روئیداد شائع ہوتی تھی۔ انگریزی اور ہندی میں کبھی کبھار چار پانچ صفحہ کا ایک مختصر سا مضمون شائع ہو جاتا تھا۔ اس رسالے میں مضمون نگار بابو چندر ناتھ متر، پنڈت من پھول، مولانا محمد حسین آزاد، منشی دیوان چند، برکت علی خاں، مولوی علمدار حسین وغیرہ تھے۔''(۵)

سرسید احمد خاں نے ۳۰ مارچ ۱۸۶۶ء کو اپنی سوسائٹی کا اخبار سائنٹفک سوسائٹی جاری کیا۔ اسے علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ بھی کہا جاتا تھا۔ یہ ہفتہ وار اخبار تھا بعد میں ہفتے میں دو بار شائع ہونے لگا۔ گوجرانوالہ پنجاب سے ایک ماہانہ رسالہ انجمن فیض عام کے نام سے یکم جون ۱۸۶۶ء کو شروع کیا گیا۔ اس کے مہتمم منشی دیوان چند تھے۔ گوجرانوالہ سے ہی کوہ طور نام کا ماہانہ رسالہ دسمبر ۱۸۶۶ء میں شروع ہوا تھا۔ اس کے مالک منشی دیوان چند تھے اور یہ رسالہ بھی انجمن فیض عام کے ساتھ ساتھ ایک چھاپہ خانہ گیان پریس سے چھپتا تھا۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کی ناکامی کے بعد مسلمانوں کے حالات نہایت دگرگوں ہو گئے تھے اور تعلیم و تربیت کے علاوہ وہ سماجی و معاشی طور پر بھی نہایت افسوسناک زندگی بسر کرنے پر مجبور تھے کیونکہ

اس جنگ آزادی کا الزام مسلمانوں پر لگایا گیا تھا۔ایسے ناگفتہ بہ حالات میں سر سید احمد خاں نے جو رسالہ اسباب بغاوت ہند بھی لکھ چکے تھے ۲۴ دسمبر ۱۸۷۰ء کو علی گڑھ سے رسالہ تہذیب الاخلاق کی شروعات کی۔ یہ رسالہ ہر ماہ میں ایک بار یا دو بار اور کبھی کبھی تین بار بھی شائع ہوتا تھا۔اس کا اداریہ سر سید خود لکھتے تھے۔یہ رسالہ دوبار بند ہوا اور پھر سے جاری ہوا۔تہذیب الاخلاق کے اہم مضمون نگاروں میں سر سید احمد خاں، منشی مشتاق حسین ، حافظ محمد عبدالرزاق اور حافظ عبدالرحمٰن حیرت تھے۔تہذیب الاخلاق کا آخری شمارہ ۲ فروری ۱۸۹۷ء کو شائع ہوا تھا۔اس کے بعد اسے انسٹی ٹیوٹ گزٹ میں ہی شامل کر لیا گیا اور تہذیب الاخلاق کا اپنا وجود باقی نہیں رہا۔اس رسالے نے اردو صحافت کو کافی فائدہ پہنچایا اور پہلی مرتبہ ثابت ہو گیا کہ سچے اور ایماندارانہ اصولوں کے ساتھ بھی صحافت کی جا سکتی ہے۔مئی ۱۸۷۱ء میں رسالے انجمن مناظرہ کی شروعات ہوئی تھی۔اس کے سکریٹری نذیر علی اور اسسٹنٹ سکریٹری سید میر نصیر علی تھے۔انجمن مناظرہ کا پہلا نام پبلک سوشل میٹنگ تھا۔اس رسالے میں تعلیم کو فروغ دینے، تعلیمی و ادبی سوسائٹیاں بنانے اور مسلمانوں کو تعلیم و تربیت کی طرف راغب کرنے سے متعلق مضامین شائع کئے جاتے تھے۔اس کے مضمون نگاروں میں مولانا الطاف حسین حالی، منشی محمد انشاءاللہ خاں فائق دہلوی، منشی میر نصیر علی، سید محمد میر شاہ، عبدالرحیم خاں بیدل اور نذیر علی سکریٹری اہم تھے۔

مراسلہ کشمیر نامی ماہانہ رسالہ اردو اور ہندی دونوں زبانوں میں شائع ہوتا تھا۔اس کی شروعات ۱۸۷۲ء میں ہوئی تھی۔ یہ مطبع نول کشور میں چھپتا تھا۔ یہ رسالہ کشمیریوں کے لئے مخصوص تھا اور رسالے کے جاری کرنے کا مقصد کشمیریوں کی اصلاح کرنا تھا۔رسالے میں مضامین کم ہی شائع ہوتے تھے اور کشمیری معاملات سے متعلق کمیٹیوں، انجمنوں، سوسائٹیوں کی روئیداد اور رپورٹ زیادہ شائع کی جاتی تھیں۔کبھی کبھی رسالے میں غزلیں اور نظمیں بھی شائع ہو جاتی تھیں۔مرقع تہذیب لکھنؤ سے یکم اکتوبر ۱۸۷۳ء کو شائع ہونا شروع ہوا۔ یہ پندرہ روزہ اخبار تھا۔لکھنؤ کی انجمن ''تہذیب لکھنؤ'' کا ترجمان تھا۔ منشی نول کشور کے مطبع میں شائع ہوتا تھا۔اس میں خبریں کم اور انجمن کی روئیداد وغیرہ زیادہ شائع ہوتی تھیں۔اس کے علاوہ، اصلاحی، تعلیمی، تاریخی مضامین شائع ہوتے تھے۔کچھ اہم رسائل: ۱۸۷۳ء میں اجمیر سے رسالہ انجمن رفاہ عام راجپوتانہ کا آغاز ہوا تھا۔اس کے ایڈیٹر پنڈت بھاگ رام تھے۔یہ کوہ نور پریس لاہور سے چھپ کر آتا تھا۔ یہ سہ ماہی رسالہ تھا اور جیسا کے نام سے ظاہر ہے انجمن رفاہ عام راجپوتانہ کا ترجمان تھا۔یکم دسمبر ۱۸۷۴ء میں گلدستہ بدایوں ماہانہ کی شروعات ہوئی۔ یہ شاعری کا گلدستہ تھے اور اس میں شاعروں کے کلام اور ان کی نگارشات شامل اشاعت ہوتی تھیں۔لکھنؤ سے ۱۸۷۴ء میں گلدستہ شعراء کا آغاز ہوا۔ یہ ماہانہ رسالہ تھا اور مطبع انوار محمدی میں شائع ہوتا تھا۔رسالے کے مہتمم مولوی فتح محمد تھے۔۱۲ مئی ۱۸۷۴ء کو غزل الفوائد کے نام سے ماہانہ رسالہ حیدر آباد دکن سے شروع کیا گیا۔اس کے

بانی اور ایڈیٹر مولوی سید حسین بلگرامی تھے۔ رسالے کے مہتمم مسیح الزماں تھے۔ اس میں اخلاقی، علمی اور تاریخی نوعیت کے مضامین شائع ہوتے تھے۔ لاہور سے یکم اپریل ۱۸۷۵ء میں ہندو بندھو کے نام سے ایک ماہانہ رسالہ شروع ہوا۔ اس رسالے کے مالک پنڈت شیونرائن اگنی ہوتری تھے۔ یہ کوہ نور پریس سے شائع ہوتا تھا۔ لاہور سے ہی گنجینۂ قانون کے نام سے ایک ماہانہ رسالے کی شروعات کی گئی۔ اس کی تاریخ اجراء یکم جولائی ۱۸۷۴ء تھی۔ ۱۸۷۵ء میں ہی لکھنؤ سے انجمن اسلام کا آغاز ہوا جو ماہانہ رسالہ تھا۔ یہ انجمن اسلام کا ترجمان تھا۔ کانپور سے اکتوبر ۱۸۷۵ء میں یہ سہ ماہی رسالہ انجمن تہذیب جاری کیا گیا۔ اس کے مہتمم حافظ عبداللہ بلگرامی تھے۔ یہ مطبع نظامی سے شائع ہوتا تھا۔ مراۃ الہند نام کا ایک ماہانہ رسالہ ۱۵/ اکتوبر ۱۸۷۵ء میں جاری ہوا تھا۔ یہ لکھنؤ سے نکلنا شروع ہوا تھا۔ اس کے مہتمم پنڈت کشن نرائن تھے۔ یہ مطبع بہار کشمیر میں شائع ہوتا تھا۔ اس رسالے میں خبروں کے ساتھ ساتھ سیاسی، سماجی، تاریخی مضامین بھی شائع کئے جاتے تھے۔

۱۸۷۵ء میں ہی کرناٹک میں اردو رسائل کا آغاز ہوتا ہے۔ جنوبی ہند میں اردو ادب کو عروجِ دوام عطا کرنے کی بہت کوششیں ہوتی رہی ہیں۔ حیدر آباد، بنگلور، گلبرگہ، چنئی جیسے شہروں سے اردو کی بقاء کے لئے کافی جدو جہد کی گئی ہے اور آج بھی حیدر آباد و گلبرگہ جیسے شہروں سے اردو کے رسائل و اخبارات بہت بڑی تعداد میں شائع ہوئے ہیں اور ان کی رسائی اردو کے ایک بڑے حلقے تک ہے۔ اپریل ۱۸۷۵ء میں عبدالمجیب کی سرپرستی میں پندرہ روزہ محافظ بنگلور شروع کیا گیا تھا۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر انیس صدیقی اپنی تحقیقی کاوش ''کرناٹک میں اردو صحافت'' میں رقم طراز ہیں:

> ''ریاست کرناٹک بھی اُردو رسائل و جرائد کی متنوّع و روشن تاریخ رکھتی ہے۔ اپریل ۱۸۷۵ء میں عبدالمجیب کی زیر ادارت پندرہ روزہ محافظ بنگلور کا اجراء کرناٹک میں اردو رسائل کی اشاعت کا نقش اول تھا۔ یہ آٹھ صفحات پر مشتمل اخباری صورت میں شائع ہوتا تھا لیکن مشمولات اور ترتیب و تزئین اور تنوع کے اعتبار سے اس میں ایک رسالے کے لئے درکار تمام خوبیاں موجود تھیں۔ محافظ بنگلور کے اجراء کے ساتھ ہی شہر بنگلور سے کئی رسائل جاری ہوئے۔ ۱۸۸۱ء میں ماہ نامہ ترغیب شائع ہوا۔ جو خواتین کا اولین رسالہ ہے۔ عبدالحلیم شرر کے ماہنامہ دلگداز کی تقلید میں قادر شریف صابرؔ نے ۱۸۸۱ء میں دلسوز جاری کیا شعر وسخن کا موقع شمع سخن ۱۸۸۴ء میں منظر عام پر آیا۔ تعلیمی سرگرمیوں اور ساعلی سے متعلّق ماہنامہ تعلیم عبدالحق تحقیق کا کارنامہ تھا۔ انیسویں صدی کے آخری دہے میں جاری ہونے والے رسائل کرناٹک میں اردو رسائل کی تاریخ کی اہم کڑیاں ہیں۔''(۶)

لاہور سے ۱۸۷۸ء میں ماہانہ رسالہ اشاعت السنہ کی شروعات ہوئی تھی۔ اس رسالے کا مقصد مسلمانوں کو صحیح اسلامی تعلیم سے آراستہ کرنا اور انہیں دینی و دنیاوی ترقی میں حصہ دار بنانا تھا۔ یہ رسالہ

سرسید کے رسالے تہذیب الاخلاق اور ان کے مدرسۃ العلوم کا کٹر مخالف تھا۔ لاہور سے یکم فروری ۱۸۷۸ء کو حافظ صحت کے نام سے ایک طبی رسالے کی شروعات کی گئی۔ اس میں صحت کے اصول، خوراک، چھوٹے موٹے امراض اور ان کا علاج جیسے موضوعات پر مضامین شائع کئے جاتے تھے۔ یکم جنوری ۱۸۷۹ء میں شاہجہاں پور سے آئینہ ریاضی شروع کیا گیا۔ یہ ماہنامہ رسالہ تھا۔ اکتوبر ۱۸۷۹ء میں تیرہویں صدی نام کا ماہانہ رسالہ شروع ہوا۔ یہ آگرہ سے شروع کیا گیا تھا۔ یہ رسالہ بھی سرسید احمد خاں کی مخالفت کے لئے مشہور تھا۔ اس میں سرسید احمد خاں کی مخالفت میں زیادہ تر مضامین شائع ہوتے تھے۔ اس کے علاوہ ادبی، علمی و تاریخی اور سماجی مضامین بھی اس رسالے کی زینت بنتے تھے۔ آگرہ سے زمانہ کے نام سے ایک ادبی ماہانہ رسالہ نومبر ۱۸۸۳ء میں شروع کیا گیا تھا۔ اس کے بانی اور مالک مولوی خواجہ یوسف علی سکریٹری کمیٹی قانون آگرہ تھے۔ رسالہ زمانہ کے بارے میں امداد صابری لکھتے ہیں:

> ''یہ رسالہ تیرہویں صدی کی جانشینی کا حق ادا کرنے کے لئے نکالا گیا تھا۔ اور اس وقت نکالا گیا تھا جب تیرہویں صدی ختم ہوگئی تھی۔ اس کا پہلا پرچہ محرم ۱۳۰۱ھ کو نکلا تھا۔ اس سلسلہ کو قائم رکھنے کے لئے اس کے سرورق پر جلد ۴ نمبر ۱ پرچہ اولیٰ لکھ دیا تھا۔ محرم ۱۳۰۱ھ میں انگریزی مہینہ اور نومبر ۱۸۸۳ء پڑتا ہے۔ یہی سال اس کے اجراء کا ہے۔ مالک مولوی خواجہ یوسف علی صاحب اور ایڈیٹر مولوی ناصر علی صاحب تھے۔''(۷)

لکھنؤ سے ۲۴ فروری ۱۸۸۴ء کو ماہانہ شعری گلدستہ مرقع نگار کی شروعات ہوئی۔ اس کے ایڈیٹر عاشق حسین عاشق اور سب ایڈیٹر مرتضیٰ عاشق تھے۔ اس دوران شروع ہونے والے کچھ اہم رسائل کے نام اس طرح ہیں۔ ماہانہ چمنستان سخن کان پور سے ۲۵/ اکتوبر ۱۸۸۴ء، ماہانہ معلّم ہند لاہور سے یکم جولائی ۱۸۸۴ء، پنجاب لوکل سلف گزٹ گوجرانوالہ سے ۱۵ نومبر ۱۸۸۴ء ، ماہانہ انتخاب لکھنؤ سے شعری گلدستہ یکم نومبر ۱۸۸۴ء ماہانہ رسالہ انجمن حمایت الاسلام ۱۸۸۴ء میں لاہور سے، ماہانہ خلاسفر آگرہ سے ۱۵ جنوری ۱۸۸۴ء کو شروع کئے گئے۔

۱۹ ویں صدی کے اواخر میں یوں تو پورے ہندوستان سے مختلف رسائل منظر عام پر آئے تھے لیکن ان کی رسائی ایک محدود حلقے تک ہی تھی۔ ان رسائل میں زیادہ تر شعری گلدستے اور نعتیہ کلام پر مبنی پرچے تھے۔ ۱۹ ویں صدی کے اواخر میں ایک اہم ادبی رسالے کی شروعات ہوتی ہے اور وہ عبدالحلیم شرر کا دلگداز تھا۔ دلگداز کی شروعات ۲۵ جنوری ۱۸۸۷ء کو ہوئی تھی۔ یہ لکھنؤ سے شائع ہوتا تھا اور ماہانہ رسالہ تھا۔ اس کے مالک اور ایڈیٹر مولوی عبدالحلیم شرر تھے جو انجمن دارالسّلام کے سکریٹری بھی تھے۔ یہ رسالہ ایک لمبے عرصے تک جاری رہا اور اردو داں طبقے میں کافی مقبول تھا۔ امداد صابری اس رسالے کے تعلق سے لکھتے ہیں:

''اس رسالے میں ادبی سیاسی مضامین بہت کم اور تاریخی معلومات بہت زیادہ ہوتے تھے اور معلوم دیتا ہے کہ مولانا شرر نے جب سے اس میں ناولوں کو بالاقساط چھاپنا شروع کیا تھا تو لوگوں کی زیادہ توجہ ناولوں پر ہوگئی تھی اور لوگ ناولوں کی مانگ کرنے لگے تھے۔ چنانچہ اس میں کافی ناول بالاقساط شائع ہوئے۔''(۸)

۱۸۹۴ء میں بمبئی سے ماہانہ گلدستہ عروج بہار شروع کیا گیا۔اس کے ایڈیٹر اور مالک سید اسحٰق حسن شَرر مارہروی تھے اور سرپرست جناب شیخ وزیر علی وزیر لکھنوی تھے۔اس گلدستے کی خاصیت یہ تھی کہ اس میں زیادہ تر اتر پردیش اور لکھنوی شعراء کا کلام شائع ہوتا تھا۔بھوپال سے گل رعنا کے نام سے ماہانہ شعری گلدستہ ۱۸۹۵ء میں جاری کیا گیا۔گلدستہ سخن جو کہ ماہانہ رسالہ تھا مئی ۱۸۹۵ء میں لدھیانہ سے شروع کیا گیا۔اس دور کے کچھ اہم رسائل اس طرح تھے۔مخبر دکنی ماہانہ ۲۷ جون ۱۸۹۵ء سے۔ ماہانہ گلدستہ مداح النبی ۱۸۹۵ء روہتک سے، انتخاب لاجواب ۱۸۹۵ء میں لاہور سے، ماہانہ خدنگ نظر ستمبر ۱۸۹۶ء لکھنؤ سے، پروانہ ماہانہ میرٹھ سے اکتوبر ۱۸۹۶ء میں، دبدبہ آصفی حیدرآباد سے ماہانہ ۱۸۹۸ء تذکرۃ القرآن پٹیالہ سے ماہانہ دسمبر ۱۸۹۸ء میں شروع ہوئے۔بیسویں صدی کے اوائل اور 19ویں صدی کے اواخر میں جو اہم رسائل شروع ہوئے ان میں معارف کا نام لیا جاسکتا ہے۔یہ ماہانہ علی گڑھ سے جولائی ۱۸۹۸ء میں شروع کیا گیا تھا۔اس کے بانی اور ایڈیٹر وحیدالدین سلیم تھے۔اس رسالے نے ادبی اور علمی حلقوں میں اپنی ایک منفرد شناخت بنالی تھی لیکن بہت کم عرصے میں ہی یہ رسالہ بند ہوگیا۔جیسا کہ امداد صابری لکھتے ہیں:

''اس رسالے نے چار سال کی زندگی پائی اور ۱۹۰۲ء میں بند ہوگیا تھا۔اس کے بند ہونے پر علمی طبقے میں بہت افسوس کیا گیا اور مسلمانوں کی غفلت اور لاپرواہی کا ماتم کیا گیا۔اس میں نواب مہدی حسن خاں صاحب بھی شامل تھے۔اس رسالے میں علمی، فلسفی، اخلاقی، مذہبی، ملکی، تاریخی اور ادبی مضامین شائع ہوتے تھے اور مشرقی و مغربی طرز کی عمدہ نظمیں اور ایک پاکیزہ ناول قسط وار درج کیا جاتا تھا۔سالانہ چندہ میں انجمن یا طالب علموں کے لئے کوئی رعایت نہیں کی جاتی تھی۔''(۹)

فیروز آباد ضلع آگرہ سے جنوری ۱۸۹۹ء میں ادبی ماہانہ رسالہ ادیب جاری ہوا۔اس کے ایڈیٹر سید اکبر علی اکبر آبادی تھے۔مراد آباد سے شرارہ کے نام سے علمی رسالہ جنوری ۱۸۹۹ء میں منظر عام پر آیا۔ یہ پندرہ روزہ تھا اور ۲۴ صفحات پر شائع ہوتا تھا۔جالندھر سے آریہ مسافر ماہانہ رسالہ اکتوبر ۱۸۹۹ء سے شروع ہوا۔اس میں مسلمانوں اور عیسائیوں کے مذہبی عقائد کی مخالفت میں مضامین شائع ہوتے تھے۔ خادم الاسلام کلکتہ سے ماہانہ یکم ستمبر ۱۹۰۰ء سے شروع ہوا۔ یہ نظامی پریس کلکتہ سے شائع ہوتا تھا۔مٹیا محل دہلی سے ماہانہ گلدستہ نسیم ۱۹۰۰ء میں شروع کیا گیا۔اس گلدستے کے سرپرست محمد عبدالستار اختر اور مہتمم مفتی

قربان علی بسمل تھے۔ بابائے اردو مولوی عبدالحق نے حیدر آباد سے شروع ہوئے ایک رسالے افسر کی ادارت کی تھی اس رسالے کو افسر الدولہ بہادر کی سرپرستی حاصل تھی۔ یہ رسالہ ۱۸۹۹ء میں جاری ہوا تھا اور ۱۹۰۱ء تک جاری رہا تھا۔ عابد رضا بیدار لکھتے ہیں:

> ''قواعد وضوابط کی رو سے اس رسالے کا مقصد ہر قسم کے علمی، اخلاقی، تاریخی، فلسفی اور تمدنی وخوبی مضامین اور عمدہ کتابوں پر ریویو شائع کرتا تھا۔ ہر ماہ سب سے عمدہ مضمون کے لئے ایک اشرفی نذر مقرر تھی۔ رسالہ شروع میں ۳۲ پھر ۴۸ اور بالآخر ۵۶ صفحات پر مشتمل تھا۔''(۱۰)

انیسویں صدی کے اواخر تک اردو صحافت ایک بار پھر اپنے پُرانے حالات پر واپس آنے لگی تھی۔ ۱۸۵۷ء کی پہلی جنگ آزادی کی ناکامی کے بعد جس طرح سے پریس اور اخبارات پر روک لگا دی گئی تھی وہ اردو صحافت کی تاریخ کا بہت افسوسناک باب تھا لیکن سرسید احمد خاں، عبدالحلیم شرر، وحیدالدین سلیم، منشی سجاد حسین، منشی محبوب عالم جیسے اردو صحافت کے نامور سپوتوں نے صحافت کو دوبارہ ترقی کی راہ پر گامزن کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ انیسویں صدی کے اواخر تک اردو صحافت میں نئے نئے تجربے ہونے لگے تھے اور مغربی ادب کا ایک بڑا حصہ ترجمے کی شکل میں اردو حلقوں تک پہنچنے لگا تھا۔ بعد میں اس روایت کو منشی دیا نرائن نگم اور شاہد احمد دہلوی نے اور بھی آگے بڑھایا۔ اگر یہاں یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ اسی عرصے میں مجلّاتی صحافت کا مفہوم واضح ہو سکا اور لوگ اخبارات کے علاوہ رسائل وجرائد کو بھی اردو صحافت کا اہم حصہ تصور کرنے لگے۔ اس وقت کی مجلّاتی صحافت میں اصلاح کا عنصر، تعلیمی اور تمدنی اصلاحات کرنے کا مقصد، لوگوں میں سیاسی معاشرتی اور سماجی بیداری پیدا کرنے کا جذبہ اور اردو داں حلقے کو ایک بہتر اور پُرسکون زندگی گذارنے اور اپنے طرزِ عمل میں تبدیلی لانے جیسے موضوعات کا احاطہ کیا گیا ہے۔ ایک قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ اس وقت کی مجلّاتی صحافت میں ایک بڑی تعداد شاعری کے گلدستے اور شعراء کے کلام پر مبنی مجلّات کی ہے جن میں زیادہ تر ایسے مجلّات ہیں جو کسی انجمن کے ترجمان کے طور پر شروع کئے گئے تھے۔ یہ بھی صحیح ہے کہ یہ مجلّات و رسائل انجمن اور سوسائیٹیوں کے مقاصد اور ان کی سرگرمیوں کے تعلق سے زیادہ مواد شائع کرتے تھے لیکن اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ صحافت کا عنصر بھی اس میں شامل رہتا تھا اور اعلیٰ قسم کے مضامین، خبروں کے تجزیے، ترجمہ شدہ مضامین، سرکاری اعلانات و اشتہارات جیسی چیزیں بھی عموماً شائع کی جاتی تھیں۔ جس سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مجلّاتی صحافت کا مقصد اور نظریہ صحافت کے زریں اصولوں پر پورا اترتا ہے اور اس وقت مجلّاتی صحافت بھی اخباری صحافت کی طرح ہی کافی اہم اور قابلِ قدر تھی۔ مجلّاتی صحافت کا یہی وہ دور تھا جب اردو ادب میں نئی اصناف کا ارتقاء ہوا اور ادب وصحافت میں نئے نئے تجربے کئے گئے۔ انشائیے، سوانح عمری، خاکے، ناول،

ڈرامے،تنقید، بحث ومباحثہ، تاریخی مضامین، مزاحیہ مضامین، آپ بیتی، ترجمہ نگاری اور مضمون نگاری کی شروعات مجلّاتی صحافت کے اسی دور میں ہوئی ہے۔انیسویں صدی کے اواخر کی مجلّاتی صحافت نئی صدی کا سامنا کرنے کے لئے خود کو بہت حد تک تیار کر چکی تھی اور اردو صحافت جو کچھ دنوں پہلے تک اخبارات اور پمفلٹ تک محدود تھی اب رسائل و جرائد، گلدستوں اور پندرہ روزہ و ماہانہ پرچوں اور مجلّات کے ساتھ ترقی کی راہ پر گامزن ہوگئی۔

حوالہ جات

۱۔ روشن آرا راؤ، مجلّاتی صحافت کے ادارتی مسائل ،اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، پاکستان، ۱۹۸۹ء، ص ۱۳

۲۔ نادر علی خاں، اردو صحافت کی تاریخ علی گڑھ: ایجوکیشنل بک ہاؤس، ۱۹۸۷ء، ص ۲۴۸

۳۔ ایضاً، ص ۱۹۰

۴۔ محمد عتیق صدیقی، ہندوستانی اخبار نویسی کمپنی کے عہد میں، علی گڑھ: انجمن ترقی اردو ہند، ۱۹۵۷ء، ص ۲۸۷

۵۔ امداد صابری، تاریخ صحافت اردو، دہلی: جدید پرنٹنگ پریس، جلد دوم، ص ۲۱۳

۶۔ ڈاکٹر انیس احمد صدیقی، کرناٹک میں اردو صحافت، کرناٹک: افلاک پبلی کیشنز، ۲۰۰۳ء، ص ۱۳۶

۷۔ امداد صابری، تاریخ صحافت اردو، دہلی: جدید پرنٹنگ پریس، جلد دوم، ص ۳۱۰

۸۔ ایضاً، ص ۲۵۶

۹۔ ایضاً

۱۰۔ عابد رضا بیدار، اردو کے اہم ادبی رسالے اور اخبار، ص ۱۲۷